(1962_2_324_333)

24 اپریل 1961

از عدالت الاعظمیٰ

نور تمل اور دیگران

بنام

ریاست راجستھان

(پی بی گجیندر گڈکر، اے کے سرکار، کے این وانچو، کے سی داس گپتا اور این راجا گوپالا آئینگر، جسٹسز)

معیاد۔حکومت کے ذریعہ مقدمات کے لئے سٹھ سال۔آئینی ۔ انڈین لمٹیشن ایکٹ ایکٹ، 1908 (IX آف 1908)، آرٹیکلز 149–آئین ہند، آرٹیکل 14۔

حکومت نے ایک سرکاری خزانچی کے ذریعہ نافذ کردہ سیکورٹی بانڈ اور بانڈ پر عمل درآمد میں شامل ہونے والے کچھ ضمانتیوں کی بنیاد پر مقدمہ دائر کیا تھا۔دفاع میں دلیل یہ تھی کہ انڈین لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 149 کے تحت حکومت کی جانب سے مقدمے کے لیے 60 سال کی حد مقرر کرنا آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کے طور پر غیر آئینی ہے اور اس طرح آرٹیکل 83 کے تحت مقدمے پر پابندی عائد کی گئی ہے۔

اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ حد بندی کے قوانین عوامی مقصد کے لیے وضع کیے گئے ہیں تا کہ کسی ایسے شخص کو چھیننے سے روکا جا سکے جس کے بارے میں اسے طویل عرضے سے اجازت دی گئی ہے اور جس عقیدے کی بنیاد پر وہ اپنی مستقبل کی زندگی کی منصوبہ بندی کرتا ہے۔

اگر مقدمہ کسی نجی شخص کی طرف سے ہوتا تو یہ مقدمہ آرٹیکل 83 کے تحت آتا اور اس کے ذریعہ روک دیا جاتا لیکن ریاست کے معاملے میں مختلف خیالات پیدا ہوتے ہیں اور حکومت اور نجی افراد کے دعووں کے درمیان فرق ہے۔ لمیٹیشن ایکٹ، 1908 کے آرٹیکل 149، جو حکومت کی طرف سے مقدمات کے لئے 60 سال کی مدت مقرر کرتا ہے، حکومت اور نجی افراد کے درمیان درجہ بندی کی معقول بنیاد رکھتا ہے، اور حکومت کو مقدمہ دائر کرنے کی اجازت دینے کی صحیح مدت قانون سازی کی پالیسی کا معاملہ ہوگا اور اس طرح آئین کے آرٹیکل 14 کے تحت اس کے آئینی جواز پر سوال نہیں اٹھایا جا سکتا ہے۔

پرشوتم گووند جی ہالائی بنام دیسائی، (1955) 2 ایس سی آر 887، کلکٹر آف ملابر بنام ابراہیم، (1957) ایس سی آر 970 اور منالال بنام جھلوار کے کلکٹر، (1961) 2 ایس سی آر 962، نے درخواست دی۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: 1957 کی دیوانی اپیل نمبر 454۔

اجمیر کے جوڈیشل کمشنر کی عدالت کے 16 دسمبر 1954 کے فیصلے اور حکم کے خلاف 1952 کی سول اپیل نمبر 134 میں اپیل کی گئی۔

اپیل کنندگان کی جانب سے اے وی وشوناتھ شاستری، ایس این اینڈلے، رامیشور ناتھ اور پی ایل ووہرا شامل ہیں۔

راجستھان کے ایڈوکیٹ جنرل جی سی کاسلیوال، ایس کے کپور اور ٹی ایم سین مدعا علیہ کی طرف سے پیش ہوئے۔

24 اپریل 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس آئینگر : یہ اپیل اجمیر کے جوڈیشل کمشنر کی جانب سے دیے گئے سرٹیفکیٹ پر ہے اور اس کی ہدایت اس عدالت کے 16 دسمبر 1954 کے فیصلے کے خلاف ہے جس کے ذریعے مدعا علیہ یونین آف انڈیا کے حق میں حکم کی توثیق کی گئی تھی۔

سیٹھ لال چند کوٹھاری۔ ہمارے سامنے اپیل میں پہلے اپیل کنندہ تھے (ان کی اس اپیل کے التوا میں موت ہو گئی تھی اور ان کے وارثوں کو ان کے قانونی نمائندوں کے طور پر ریکارڈ پر لایا گیا ہے۔ اپیل کنندگان 1 تا 6) کو کمشنر اجمیر۔ میرواڑہ نے 20 فروری 1940 کے ایک حکم کے ذریعہ سرکاری خزانچی، اجمیر – میرواڑہ کے طور پر مقرر کیا تھا۔ عہدہ سنبھالنے سے پہلے انہوں نے قواعد کے تحت 6 0 ہزار روپے کے سرکاری وعدہ نامے جمع کرانے تھے اور ان خزانوں میں حکومت کو ہونے والے کسی بھی نقصان کو پورا کرنے کے لیے اتنی ہی رقم میں دو ضمانتوں کے ساتھ سیکیورٹی بانڈ بھی جاری کرنا تھا۔ اس کے مطابق انہوں نے یہ رقم جمع کرائی اور 27 فروری 1940 کو سیٹھ پھول چند کے ساتھ ایک سکیورٹی بانڈ جاری کیا گیا جواب اپیل میں ساتویں اپیل گزار ہیں اور سیٹھ کنور لال رانکا جو مقدمے سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے اور اس میں شامل نہیں تھے۔ اس کے بعد لال چند کوٹھاری کو خزانچی کی حیثیت سے عہدہ سنبھالنے کی ہدایت کی گئی اور انہوں نے 6 مارچ 1940 کو ایسا کیا۔

ہم اجمیر کے خزانے کے بارے میں نہیں ہیں، بلکہ صرف بیاور کے خزانے کے بارے میں فکرمند ہیں۔ لال چند نے عہدہ سنبھالنے کے وقت ایک رسید پر عمل کیا تھا جس کی سربراہی "چارج رپورٹ" کی گئی تھی اور اس میں لکھا ہے کہ انہوں نے پچھلے عہدے دار (ایم ایل پٹنی) سے وہ نقد رقم لے لی تھی جو کتابوں کے مطابق خزانے میں ہونے والی رقم سے مطابقت رکھتی تھی۔ 1940 اور 1948 کے درمیان کچھ نہیں ہوا اور خزانے میں کاروبار باقاعدگی سے اور قواعد کے مطابق چلتا دکھائی دیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ سرکاری عہدیداروں کی جانب سے معمول کے مطابق وقتاً فوقتاً چیکنگ اور آڈٹ ہوتے تھے لیکن ان چیکنگ یا آڈٹ کے دوران کوئی بے ضابطگی سامنے نہیں آئی۔ 31 مارچ 1948 کو اجمیر کے ایڈیشنل اسسٹنٹ کمشنر نے بیاور میں خزانے کی چیکنگ کی۔ ٹریژری کا عملہ جو وہاں ہونا چاہئے تھا وہ غیر حاضر تھا باوجود اس کے کہ انہیں ان کی آمد کی پیشگی اطلاع تھی اور اس کے بعد انہوں نے خزانے کو سیل کرنے کی ہدایت کی۔ اس ذیلی خزانے میں دو نقدی سینے تھے، ایک ایک تالے سے محفوظ تھا، جس کی چابی خزانچی کے عملے کے پاس تھی اور دوسری ڈبل تالے کے ساتھ، جس کی چابیاں خزانچی کے ملازم کے پاس تھیں اور دوسری سرکاری خزانہ افسر یعنی تحصیلدار کے پاس تھی۔ دونوں سینوں کے بیلنس کی جانچ پڑتال سے پتہ چلا کہ

سنگل لاک سینے سے 7 آنا، 9 پائی اور ڈبل لاک کے ساتھ سینے سے 84,215 روپے غائب تھے۔ اس کے بعد حکومت نے 60,000 روپے کی ضمانت میں سے گم شدہ رقم کو واپس لینے کے لئے کارروائی کی جوڈ پازٹ کے تحت تھی۔ سرکاری سکیورٹیز جہاں فروخت ہوئیں اور انہوں نے تقریباً 58 ہزار روپے وصول کیے اور 9-13-25,786 روپے کی رقم ابھی باقی ہے۔ اس کے بعد یونین آف انڈیا نے لال چند کوٹھاری اور سیٹھ پھول چند کے خلاف 27 فروری 1940 کو سکیورٹی بانڈ پر 1951 کا سول مقدمہ 125 بیاور کے سب جج فسٹ کلاس کے سامنے دائر کیا۔ مدعا علیہان کی جانب سے متعدد دفاع اٹھائے گئے لیکن ان سب کو ماتحت جج نے مسترد کر دیا اور مدعا علیہان کو مقدمے میں درخواست کی شرائط کے مطابق حکم نامہ جاری کر دیا۔ مدعا علیہان نے جوڈیشل کمشنر کے پاس اپیل دائر کی جس نے اسے مسترد کر دیا، لیکن اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ کچھ دفاع نے 27 فروری 1940 کے سیکیورٹی بانڈ کی تشریح کو مسترد کر دیا، آئین کے آرٹیکل 133(1) کے تحت ایک سرٹیفکیٹ دیا اور اسی طرح اب اپیل ہمارے سامنے ہے۔

نہ تو غبن سے ہونے والے نقصان کی حقیقت اور نہ ہی اس کی رقم پر سوالیہ نشان ہے، اور صرف غور کے لئے اٹھائے گئے نکات ہیں. (1) کیا بانڈ کی شرائط پر اپیل کنندگان کے حق میں حکم کو برقرار رکھا جا سکتا ہے؛ (2) کیا مقدمے میں دعوے کو حد کے ذریعہ ممنوع قرار نہیں دیا گیا تھا۔ اس دوسرے نکتے پر دلیل یہ تھی کہ اگر انڈین لمیٹیشن ایکٹ کا آرٹیکل 83 اس دعوے پر اثرانداز ہوتا ہے تو اس پر پابندی عائد کر دی جائے گی، اور یہ کہ آرٹیکل 149 میں شامل شق جس میں حکومت کی طرف سے مقدمات کے لئے 60 سال کی حد مقرر کی گئی ہے، آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کے طور پر غیر آئینی ہے۔ یہ آخری عرضی ہے جس کی وجہ سے اس بڑی بنچ کے ذریعہ اپیل کی سماعت کی گئی ہے۔

جہاں تک پہلے نکتے کا تعلق ہے کہ مقدمے کے دعوے کو سکیورٹی بانڈ کی شرائط کے اندر نہیں سمجھا گیا تھا، فاضل وکیل نے تین دلیلیں پیش کیں :(1) مدعا علیہان کو ذمہ دار ٹھہرانے کے لئے، حکومت کو ہونے والے نقصان کو 6 مارچ 1940 کو یا اس کے بعد ثابت کرنا ہوگا جس تاریخ کو صرف لال چند کوٹھاری نے خزانے کا چارج سنبھالا تھا۔ فاضل وکیل نے زور دے کر کہا کہ اگرچہ میدان میں بیان کردہ حد تک نقصان بیاور کے خزانے میں ہوا تھا، لیکن مدعی مدعا علیہ نے یہ ثابت نہیں کیا کہ یہ 6 مارچ 1940 کے بعد ہوا تھا۔ دوسرے لفظوں میں دلیل یہ تھی کہ 6 مارچ 1940 کو جب انہوں نے عہدہ سنبھالا تو کوئی فزیکل چیکنگ نہیں کی گئی تھی اور اس کی وجہ سے یہ یقینی نہیں تھا کہ یہ نقصان تھا جو سابقہ عہدے دار کے دور

میں ہوا تھا یا یقینی طور پر 6 مارچ 1940 کے بعد کے عرصے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اس دلیل کو مندرجہ ذیل عدالتوں نے مسترد کر دیا تھا اور ہماری رائے میں صحیح تھا۔ لال چند کوٹھاری کی جانب سے پیش کی جانے والی رسید کے پیش نظر ان کے لیے یہ کہنا کھلا نہیں ہوگا کہ اس میں دی گئی تلاوت درست نہیں ہے، اور کسی بھی صورت میں یہ دکھانا ان کے بس کی بات ہوگی کہ یہ غلط تھا اور ظاہر ہے کہ ان کے اس بات کو ثابت کرنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

(2) اس کے بعد اس بات پر زور دیا گیا کہ بانڈ کی شرائط کے مطابق ارد گرد کے حالات کے تناظر میں لال چند کوٹھاری صرف سنگل لاک کے ساتھ سینے میں کمی کے ذمہ دار ہوں گے نہ کہ ڈبل لاک کے ساتھ دوسرے سینے میں جو س یا غبن یا کمی کے لئے۔ اس دلیل کی پوری بنیاد یہ تھی کہ خزانچی کی جانب سے 60 ہزار روپے کی سیکیورٹی جمع کروانا اور اتنی ہی رقم کا سیکیورٹی بانڈ اس بات کا اشارہ تھا کہ یہ رقم کے حوالے سے تھی جو سنگل لاک کے نیچے سینے میں سب سے زیادہ تھی اور اس خصوصیت سے یہ زور دیا گیا تھا کہ فریقین کا ارادہ تھا کہ لال چند کوٹھاری کسی بھی غبن کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ دوسرے سینے میں کمی یا کمی. یہ درخواست بغیر کسی بنیاد کے ہے، کیونکہ بانڈ کے تحت ذمہ داری اس کی شرائط پر منحصر ہوگی اور دستاویز میں استعمال ہونے والی زبان کے پیش نظر فاضل وکیل نے محسوس کیا کہ جمع کروانے کو سنجیدگی سے برقرار نہیں رکھا جاسکتا ہے۔

(3) اس عنوان کے تحت آخری دلیل یہ تھی کہ ڈبل لاک کی وجہ سے سینے میں جو نقصان ہوا ہے، یہ سرکاری عہدیداروں کی ملی بھگت کے بغیر نہیں ہوسکتا تھا اور اس لئے خزانچی کی ذمہ داری کو خارج کر دیا گیا تھا۔ فاضل وکیل نے ہماری توجہ اس حقیقت کی طرف بھی مبذول کرائی کہ بانڈ کی شرائط نے لال چند کو سرکاری افسروں کے ذریعہ غبن کے لئے بھی ذمہ دار بنا دیا ہے، حالانکہ ان کا ان پر کوئی کنٹرول نہیں تھا۔ لیکن اگر لال چند ان شرائط پر راضی ہوجاتے ہیں اور اس پر کوئی اختلاف نہیں ہے، تو یہ شرائط برقرار رہنی چاہئیں۔ تاہم سیکیورٹی بانڈ کی شرائط کے علاوہ، یہ واضح ہوگا کہ اگر ایک تالے کی چابی خزانچی کے ملازم کے پاس ہوتی تو اس طرح کے ملازم کی ملی بھگت یا لاپرواہی کے بغیر ڈیفلیشن نہیں ہوسکتی تھی۔ اگر ایسا ہے، تو آجر پر ذمہ داری کے تعین کو بانڈ کی شرائط سے آنے والی ذمہ داری کے علاوہ غیر معقول بھی قرار نہیں دیا جا سکتا ہے، اور اس طرح کے ملازمین کی لاپرواہی یا بدسلوکی کی ذمہ داری، سرکاری عہدیداروں کی مدد یا لاپرواہی کی وجہ سے کم نہیں ہوتی ہے۔

یہ بانڈ کی شرائط کی بنیاد پر زور دیئے گئے نکات کو ختم کرتے ہیں۔ یہ صرف اس دلیل سے نمٹنا باقی ہے کہ لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 83 کے تحت اس دعوے کو محدود کرنے سے روک دیا گیا ہے کیونکہ حد بندی ایکٹ کا آرٹیکل 149 جس میں حکومت کی طرف سے مقدمات کے لئے 60 سال کی مدت مقرر کی گئی ہے، آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کے طور پر غیر آئینی ہے۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ حکومت کی جانب سے کئے گئے دعووں کو نجی افراد سے مختلف انداز میں پیش کرنے کی کوئی معقول بنیاد نہیں ہے۔

فاضل وکیل نے زور دیا کہ معیاد کے قوانین اس بات کو یقینی بنانے کے لئے بنائے گئے ہیں کہ باسی دعووں کو مشتعل نہ کیا جائے، تاکہ مناسب مدت کے بعد لوگ اس بنیاد پر آگے بڑھ سکیں کہ ان کے خلاف ممکنہ دعووں کے لئے انہیں ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ ان اصولوں کی بنیاد پر فاضل وکیل کی دلیل یہ تھی کہ احتجاج کے دعووں کے مقصد سے حکومت اور نجی افراد کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کوئی عقلی بنیاد ایسی قانون سازی قائم رہ سکتی ہے جس میں ریاست کی جانب سے دعووں کی طویل مدت کی اجازت دی گئی ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ لارڈ کینیون نے معیاد کے قوانین کو "تسکین کے قوانین" کے طور پر بیان کیا ہے (ڈیلاس، سی جے کے مطابق ٹولسن بنام کائے ((1822) 2 بروڈا اور بی 217، 223 ای آر 1267، 1269) اور بریمویل، بی میں "امن کے قوانین" (ہنٹر بنام گبنز ((1856) 26 ایل جے ایکس 1، 5)، اگرچہ بعض اوقات متضاد آراء کا اظہار کیا گیا ہے۔ ری بیکر، ((1890) 44 سی ایچ۔ڈی۔ 262، 270) کاٹن، ایل جے نے مشاہدہ کیا کہ معیاد کی درخواستوں کو کبھی بھی کسی احسان کی نظر سے نہیں دیکھا جائے گا کیونکہ وہ واضح طور پر واجب الادا قرضوں کو شکست دینے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ تاہم معیاد کے بنیادی قوانین کے بنیادی نظریے کی مزید جانچ پڑتال کرنا غیر ضروری ہے۔ ہم عام طور پر تسلیم شدہ بنیاد پر آگے بڑھیں گے کہ وہ ایک فائدہ مند عوامی مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تیار کیے گئے ہیں، یعنی کسی ایسے شخص کو چھیننے سے روکنا جو اسے طویل عرصے سے اپنی زندگی، عادات اور اخراجات کی منصوبہ بندی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

تاہم اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ریاست کے دعووں اور فرد کے دعووں کے درمیان فرق کرنے کی کوئی عقلی بنیاد موجود ہے provision.pf ان کے نفاذ کے لئے حدود کی پابندی ہے۔ اس معاملے کو مدنظر رکھتے ہوئے دو نکات کو الگ الگ رکھنا ضروری ہے: (1) کیا نجی افراد کے دعووں اور ریاست

کے دعوؤں کو نافذ کرنے کے لئے دستیاب وقت میں کسی تبدیلی کی فراہمی کے درمیان کوئی فرق کیا جا سکتا ہے یا درجہ بندی کی حمایت کی جا سکتی ہے، (2) کیا، اگر ایسی درجہ بندی اچھی تھی، تو انڈین لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 149 کے ذریعہ فراہم کردہ 60 سال کی مدت اتنی طویل مدت ہے۔ غیر معقول ہونے کے لئے. ہم ان دونوں نکات کے درمیان فرق کی طرف توجہ مبذول کرا رہے ہیں کیونکہ فاضل وکیل نے اس حقیقت پر بہت زور دیا ہے کہ آرٹیکل 149 کے تحت طے کردہ حد کی مدت 60 سال تھی اور یہ غیر مناسب طور پر طویل مدت تھی۔ اگر تعلیم حاصل کی جائے تو! ان کا یہ کہنا درست ہے کہ نجی افراد اور حکومت کو مختلف طبقوں میں رکھنے کی کوئی معقول بنیاد نہیں ہے جبکہ قانون سازی کرتے وقت ان کے کامیاب ہونے والے اقدامات کی حد مقرر کی جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ وہاں غلط ہیں اور صحیح رائے یہ ہے کہ درجہ بندی کی معقول بنیاد ہے، تو حکومت کو مقدمہ دائر کرنے کی اجازت دینے کی مدت قانون سازی کی پالیسی کا معاملہ ہوگی اور اسے آرٹیکل 14 یا آئین کے کسی اور آرٹیکل کے تحت چیلنج کے دائرہ کار یا دائرے میں نہیں لایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا یہ کافی ہے کہ ہم اپنے آپ کو پہلے نکتے تک محدود رکھیں، یعنی کیا حکومت کے ساتھ مختلف سلوک کرنے کی کوئی معقول بنیاد موجود ہے جس کے اندر ایک طرف حکومت اور دوسری طرف نجی افراد کے درمیان دعوے کیے جا سکتے ہیں۔

سب سے پہلے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ لمیٹیشن ایکٹ، اگرچہ یہ ایک قانون ہے اور اس کا مقصد عنوانات کو خاموش کرنا ہے، اور اس معنی میں، اس مسئلے کو مدعا علیہ کے نقطہ نظر سے دیکھتا ہے تاکہ اسے باسی دعوؤں کے خلاف تحفظ فراہم کیا جا سکے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ مدعی کی پوزیشن سے بھی خطاب کرتا ہے۔ اس طرح، مثال کے طور پر، جہاں مدعی اپنے نابالغ ہونے یا پاگل یا احمق ہونے کی وجہ سے مقدمہ دائر کرنے کے لئے قانونی معذوری کا شکار ہے، تو یہ اس معذوری کو مدنظر رکھتے ہوئے مدت میں توسیع کا اہتمام کرتا ہے۔ اسی طرح، تحفظ یافتہ دعوے میں عوامی مفاد کو ایکٹ کی دفعہ 10 کے ذریعہ یہ اہتمام کرتے ہوئے مدنظر رکھا جاتا ہے کہ ایکسپریس ٹرسٹ کے معاملے میں کوئی حد نہیں ہوگی۔ ان دفعات کی تفصیلات میں جانا ضروری نہیں ہے لیکن یہ بتانا کافی ہے کہ یہاں نقطہ نظر دعووں کے نفاذ کے نقطہ نظر سے ہے جو اگر عام قواعد لاگو ہوتے ہیں تو محدود ہو جائیں گے۔ اس اصول کی بنیاد پر یہ کہا جاتا ہے کہ قانونی شق کے تابع، جبکہ زیادہ سے زیادہ چوکیدار اور نان ڈور مینٹیبس جو راسبو ینینٹ موضوع کے لئے ایک قاعدہ ہے، لیکن اس میں ہونے والی زیادہ سے زیادہ نولم ٹیمپس عام طور پر تاج پر لاگو ہوتی ہے۔ کوک کے حوالے سے اس کی وجہ یہ تھی کہ ریاست کو اپنے افسران کی لاپرواہی یا مخالف فریق کے ساتھ دھوکہ دہی کی وجہ سے نقصان نہیں

اٹھانا چاہیے۔ اسی پس منظر میں ایکٹ کے آرٹیکل 149 میں شامل خصوصی شق کے سوال کو دیکھا جانا چاہیے۔سب سے پہلے، ہمارے پاس یہ حقیقت ہے کہ حکومت کے معاملے میں، اگر کسی دعوے کو محدود کر دیا جاتا ہے، تو نقصان عوام پر پڑتا ہے، یعنی عام طور پر کمیونٹی پر اور نجی فرد کے فائدے پر جو وقت گزرنے کے بعد فائدہ اٹھاتا ہے. یہ بذات خود کسی فرد کے دعووں اور بڑے پیمانے پر کمیونٹی کے دعووں کے درمیان فرق کرنے کے لئے کافی بنیاد کی نشاندہی کرتا ہے۔اس کے بعد، یہ ذکر کیا جا سکتا ہے کہ سرکاری مشینری کے معاملے میں، یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ یہ افراد کے معاملے میں اتنی تیزی سے حرکت نہیں کرتی ہے. مناسب افسروں کی جانب سے کارروائی کی وجہ معلوم کرنے میں ہونے والی تاخیر کے علاوہ حکومت ایک غیر شخصی ادارہ ہونے کے ناطے دعویٰ شروع کرنے سے پہلے بین محکمانہ خط و کتابت، مشاورت، قواعد کے مطابق حاصل کردہ پابندیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ان میں ضروری طور پر وقت لگتا ہے اور ان خصوصیات کی وجہ سے جو بعض اوقات ریڈ ٹیپ کے طور پر بیان کی جاتی ہیں، سرکاری دفاتر کے کام کاج میں تاخیر ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاس 1908 کے کوڈ میں موجود ابتدائی سول پروسیجر کوڈ کی دفعات موجود ہیں، جیسے آرڈر 27، قواعد 5 اور 7 کا مطالعہ:

حکم 27 قاعدہ 5 حکومت کے لئے درخواست کا جواب دینے کے لئے دن مقرر کرنے میں عدالت مناسب چینل کے ذریعہ حکومت کے ساتھ ضروری بات چیت کے لئے مناسب وقت دے گی، اور سرکاری وکیل کو حکومت کی طرف سے پیش ہونے اور جواب دینے کی ہدایات جاری کرے گی اور اپنی صوابدید پر وقت میں توسیع کر سکتی ہے۔

آرڈر 27 قاعدہ 7(1). جہاں مدعا علیہ ایک سرکاری افسر ہو اور سمن وصول کرتے وقت درخواست کا جواب دینے سے پہلے حکومت کو حوالہ دینا مناسب سمجھتا ہو تو وہ سمن میں مقررہ وقت میں ایسی توسیع کی اجازت دینے کے لئے عدالت سے درخواست دے سکتا ہے جو اسے ایسا حوالہ دینے اور مناسب چینل کے ذریعے احکامات وصول کرنے کے قابل بنانے کے لئے ضروری ہو،

(2) ایسی درخواست پر عدالت اس وقت تک مہلت میں توسیع کرے گی جب تک کہ اس کی ضرورت محسوس ہو۔

ان معاملات کے علاوہ، نجی افراد کے واجبات کو نافذ کرنے کے لئے دستیاب طریقہ کار کا سہارا لئے بغیر حکومت کو واجب الادا رقم کی سمری وصولی کے لئے خصوصی دفعات کا تناسب بھی اسی طرح کا ہے، جیسے "ریونیو ریکوری ایکٹ" اور "پبلک ڈیمانڈ ریکوری ایکٹ" جو ایک صدی سے زیادہ عرصے سے قانون

کی کتاب میں موجود ہیں، اسی طرح کے ہیں۔ یعنی عوام اور کمیونٹی کی دلچسپی اس بات کو فوری طور پر محسوس کرنے میں ہے کہ اس کی وجہ سے کیا ہونے والا ہے۔ اور اس طرح کی دفعات کے آئینی جواز کو اس عدالت نے برقرار رکھا ہے۔ پرشوتم گووند جی ہالائی بمقابلہ دیسائی اس عدالت نے کہا کہ بمبئی لینڈ ریونیو ایکٹ، 1876 کی دفعہ 13، جس کی بنیاد پر ہندوستانی انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 46(2) کے تحت تصدیق شدہ مطالبہ کی وصولی کے لئے جاری وارنٹ کی تعمیل میں کسی شخص کو گرفتار کیا گیا تھا، آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہے۔ اسی طرح مالابار کے کلکٹر بمقابلہ مالابار ابراہیم نے مدراس ریونیو ریکوری ایکٹ کی دفعہ 48 کے تحت انکم ٹیکس کے مطالبے کے سلسلے میں ایک ڈیفالٹر کی گرفتاری آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی نہ کرنے کے لئے کی تھی۔ شاید اس عدالت کا ایک اور فیصلہ، جس میں اب یہ نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ حکومت کے دعووں اور نجی افراد کے دعووں کے درمیان فرق کرنے کی کوئی معقول بنیاد نہیں ہے، پر غور کیا گیا اور اسے منفی قرار دیا گیا، وہ منالال بمقابلہ کلکٹر، جھلوار کا فیصلہ ہے جس میں 7 دسمبر 1960 کو فیصلہ سنایا گیا تھا۔ اس آخری معاملے میں اس عدالت کے سامنے یہ درخواست کی گئی تھی کہ حکومت کو دی گئی رقم کی وصولی کا سمری طریقہ جس کے لئے راجستھان پبلک ریکوری ایکٹ کے ذریعہ اہتمام کیا گیا تھا ''وصولی کا ایک طریقہ جو نجی شہری کو دستیاب نہیں تھا'' آرٹیکل 14 کے ذریعہ ضمانت دیئے گئے قوانین کے مساوی تحفظ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اس دلیل کو پسپا کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا اپیل کنندگان کے فاضل وکیل کی دلیل کو اصولی بنیادوں پر اور اس عدالت کے فیصلوں کے تحت جھوٹے تناسب کی بنیاد پر مسترد کیا جانا چاہیے۔

اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ خارج کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this document